حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری کی رحلت

سید محمد کفیل بخاری

محدثِ کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے فرزند و جانشین شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری بھی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قحط الرجال کے اس دور میں حضرت انظر شاہ صاحب کی رحلت دینی و علمی حلقوں کے لیے گہرا صدمہ ہے۔ اُن کی جدائی کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالی نسبت شخصیت کو جامع الصفات بنایا تھا۔ وہ اپنے عظیم والد ماجد کی مسندِ علم و تقویٰ کے وارث تھے اور انھوں نے ''دانش کدۂ انوری'' کو پوری آن اور شان کے ساتھ آباد و شاد رکھا۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے علمی و روحانی فیض کی جھلک اور چمک ان کی صورت اور سیرت میں نمایاں تھی۔ مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ علماء حق کی روایات کے امین، قافلۂ حریت کے پاسبان، دینی مدارس اور دینی و قومی تحریکات کے سرپرست و محسن تھے۔ اُن کے انتقال سے یوں تو مسلک علماء دیوبند سے وابستہ تمام حلقے غمزدہ ہیں لیکن مجلس احرار اسلام ہند اور پاکستان کی قیادت اور کارکنان کے لیے خاص طور پر یہ بہت گہرا صدمہ ہے۔ مولانا انظر شاہ صاحب رحمہ اللہ مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست بھی تھے۔ اور یہ نسبت انھوں نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی اتباع میں اختیار کی تھی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مجلس احرار اسلام کے قیام (۱۹۲۹ء) کے پس منظر میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی تحریک و تجویز اور مکمل سرپرستی و رہنمائی تھی۔ مولانا انظر شاہؒ کے بقول:

> ''وہ قادیانیت کو اسلام کے خلاف سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ سمجھتے تھے۔ اس فتنے کی سرکوبی اور محاسبہ واستیصال کے لیے انھوں نے پوری طاقت سے مجلس احرار اسلام کو کھڑا کیا۔ ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ہاں انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسۂ لاہور میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو ''امیر شریعت'' منتخب کیا اور تحفظ ختم نبوت کے لیے پانچ سو علماء سمیت حضرت بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت امیر شریعت اور اُن کی جماعت مجلس احرار اسلام ۱۹۳۴ء میں قادیان میں داخل ہوئی اور فتنۂ قادیانیت کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیئے۔''

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن (اموی قرشی) نے اپنے شاگردوں میں علمی اور تحریکی صفات پیدا کر کے انھیں قیادت و سیادت کا اہل بنایا اور فخر کے ساتھ انھیں قوم کے سامنے پیش کیا۔ شیخ الہند کے اکثر شاگرد اپنے اپنے شعبوں میں

پاک وہند میں معروف ہوئے اور انھوں نے ہر محاذ پر دینِ حق کے تحفظ و استحکام کے لیے جہاد کا حق ادا کیا۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ بھی شیخ الہند کی عظیم الشان نشانیوں میں سے ایک منفرد اور باکمال نشانی تھے۔ حسنِ اتفاق سے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد بھی رتبۂ کمال پر پہنچے۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اُن کے باقاعدہ شاگرد تو نہ تھے مگر اُن سے علمی وروحانی فیض جس ذوق وشوق اور خلوص سے حاصل کیا وہ بے مثال ہے۔ حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے انھیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے لیے باقاعدہ چنا اور تازیست اُن کی سرپرستی فرمائی۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ بھی ''آستانۂ انوری'' کے فیض یافتہ تھے۔ انگریزی استعمار اور قادیانیت کے خلاف اُن کے ایمانی جذبات کو چنگاری سے شعلۂ جوالہ بنانے میں حضرت انور شاہ کی تربیت وتوجہ کارفرما تھی۔

مولانا انظر شاہ کشمیری ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں پاکستان تشریف لائے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کی جامع مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد انھوں نے خطاب فرمایا۔ اسی موقع پر پہلی بار مجھے اُن کی زیارت کرنے اور خطاب سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چہرے پر خشونت کی بجائے بشاشت تھی اور دورانِ گفتگو مستقل مسکراہٹ اُن کے لبوں کی زینت تھی۔ آنکھیں شرم وحیا کے نشہ سے مخمور اور جرأت ایمانی کے نور سے منور، ایک تقریرِ مسلسل، تصنع اور تکلف سے مُبرّا، ہر طرح سے مربوط و مکمل، قرآن کی تفسیر، حدیث کی تشریح، فقہی جزئیات، برجستہ اشعار، برمحل ضرب الامثال، لطائف وظرائف اور بذلہ سنجی سے مزیّن، اکابر کے ایمان افروز واقعات، پند ونصائح کا بحرِ موّاج، اردو ادب کے خوبصورت اور مختصر شاہکار جملوں سے مرصع ومسجع اک تقریرِ دل پذیر تھی جس نے سامعین کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے کر مسحور کر رکھا تھا۔ انھیں دیکھ کر اور اُن کی تقریر سن کر سوچتا رہا کہ بیٹا ایسا ہے تو اُن کے والد علامہ انور شاہ کیسے ہوں گے، جن سے علماء تو متاثر تھے ہی مگر جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور اُن کے سرخیل علامہ اقبال بھی اُن کے علم وفضل اور تقویٰ کے گرویدہ ومعترف تھے۔ یہ انور شاہ ہی تھے جن کی نگاہِ برق صفت کی اِک تجلّی نے اقبال کے دل کی دنیا بدل ڈالی اور فکر ونظر کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ قادیانیت کے بارے میں اقبال کے نقطۂ نظر میں تبدیلی حضرت انور شاہ کا ہی فیض تھا۔ اقبالؔ نے اِنھی کے بارے میں کہا تھا:

نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مولانا انظر شاہ کشمیری پاکستان کے دورہ میں جتنی مرتبہ ملتان تشریف لائے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزندوں سے ملنے کے لیے خاص طور پر وقت نکال کر اُن کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت امیر شریعتؒ کے بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ تو اپنے اباجی کے گھر میں رہائش پذیر رہے اور دوسرے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کچھ فاصلے پر دارِ بنی ہاشم میں مقیم تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مولانا انظر شاہ رحمہ اللہ دونوں گھروں میں تشریف لائے۔ دو تین برس قبل وہ جامعہ خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ دونوں حضرات دارِ بنی ہاشم میں تشریف لائے۔ ابن امیر شریعت حضرت

پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اُن کا استقبال کیا۔ دونوں بزرگوں نے علماء، طلباء اور عوام سے خطاب کیا۔ عصر سے مغرب تک وقت ہی کتنا ہوتا ہے لیکن کمال یہ ہے کہ نصف نصف گھنٹے کے خطاب میں دونوں بزرگوں نے علم و عرفان کی بارش کر دی۔ مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تقریر میں احراری خطابت کی تمام صفات بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ تاریخ و سیاست، اکابر علماءِ حق کی جدوجہد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور اکابر احرار کا فتنۂ قادیانیت کے خلاف مجاہدانہ کردار اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی طرف سے ان حضرات کی سرپرستی کے حوالے سے ایک زبردست تقریر تھی جس کی گونج آج بھی کانوں سے ٹکرا رہی ہے۔

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابا جی نے نصیحت فرمائی تھی کہ: ''بیٹا! حضرت شاہ صاحب اور ان کے خاندان کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ حضرت انور شاہ اور اُن کا خاندان ہمارے محسن ہیں۔'' فرماتے: الحمدللہ تب سے حضرت شاہ صاحب اور ان کا خاندان میری دعاؤں میں شامل ہے۔ مولانا انظر شاہ کشمیری ہمارے لیے تو نجیب الطرفین تھے یعنی حضرت انور شاہ صاحب کے فرزند اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے مرید۔ حضرت امیر شریعت اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام پر ان دونوں بزرگوں کی بے پناہ شفقت تھی۔ احرار کی تقریباً تمام قیادت حضرت رائے پوری سے بیعت تھی۔ احرار حلقے انھیں ''مرشدِ احرار'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

مولانا انظر شاہ صاحبؒ کے انتقال کی خبر میرے چھوٹے بھائی پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری نے سعودی عرب سے فون پر دی۔ میں نے فوری طور پر مجلس احرار اسلام ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) کو لدھیانہ فون کر کے احوال معلوم کیے۔ اُن سے اور مولانا محمد عثمان لدھیانوی سے تعزیت کی اور حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کے فرزند مولانا احمد خضر شاہ صاحب مدظلہ کا رابطہ نمبر معلوم کیا۔ کچھ دیر بعد اُن سے رابطہ ہوا تو انھوں نے کمال صبر اور حوصلے کے ساتھ حضرت انظر شاہ صاحب کے حالات بھی بتلائے اور ہماری تعزیت بھی قبول فرمائی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے مولانا احمد خضر شاہ صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ اور آپ کا پورا خاندان مجلس احرار اسلام اور خاندانِ امیر شریعت کے محسن ہیں۔ آپ کے دادا جان اور آپ کے والد ماجد نے ہم فقیروں کے سر پر ہاتھ رکھا اور بے پناہ احسانات فرمائے۔ مولانا انظر شاہؒ اپنے علم و فضل میں باکمال اور حضرت انور شاہ کی صفاتِ علمیہ و روحانیہ کا پرتو تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علّیین میں مقام عطاء فرمائے۔ (آمین)''

مولانا انظر شاہ کشمیری ۱۴ر شعبان ۱۳۴۷ھ شب برات مطابق ۱۹۲۷ء کو دیوبند پیدا ہوئے۔ اُن دنوں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ جمعیت علماء ہند کے اجلاس میں شرکت کے لیے پشاور آئے ہوئے تھے۔ دیوبند واپسی پر بیٹے کی

ولادت کی خوشخبری ملی۔ اوّل تا آخر تمام تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی اور ۱۹۵۳ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی سند ملی۔ نیز پنجاب یونیورسٹی سے ایف اے، عربی فاضل، ادیب فاضل کے امتحانات بھی پاس کیے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادیب حضرت مولانا اعزاز علی، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا ظہور احمد دیوبندی اور حضرت مولانا سید حسن دیوبندی شامل ہیں۔ پہلے حضرت مدنی سے بیعت ہوئے، اُن کے انتقال کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کی بیعت کی اور آخری دور میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب مدظلہ نے خلافت بھی عطاء فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۵۴ء سے ۱۹۸۱ء تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے معتمد خاص ہونے کے ساتھ ساتھ ناظم تعلیمات بھی رہے۔ ۱۹۸۱ء میں دارالعلوم جدید (وقف) قائم ہوا تو اس میں تدریس شروع کر دی۔ دارالعلوم وقف میں آپ استاذ تفسیر وحدیث اور نائب ناظم تعلیمات تھے۔ زندگی کے اختتام تک یہیں تدریس فرماتے رہے۔ آپ نے ۵۷ سال تفسیر، حدیث اور فقہ پڑھائی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ آپ کی تصانیف درجن سے زیادہ ہیں۔ جن میں عربی تفاسیر کے تراجم اور حواشی، سوانح حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، لولوئے لالہ (آپ بیتی) اور حیات سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام معروف ہیں۔ ابتدائی عمر میں شاعری بھی کی لیکن پھر ترک کر دی۔ ''یورشؔ'' تخلص کرتے۔ آپ کا شعری ذوق بہت بلند تھا۔ اساتذہ کے سینکڑوں اشعار از بر تھے۔ بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے اور تیسرے نمبر پر تھے۔ سب سے بڑے بھائی مولانا محمد ازہر شاہ صاحب رحمہ اللہ تھے۔ عالم، ادیب، صحافی اور شاعر تھے۔ ماہنامہ ''طیب'' دیوبند سے نکالتے رہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ شخصیات کے تذکرہ پر مشتمل ''یادگارِ زمانہ ہیں یہ لوگ' معروف کتاب ہے۔ دوسرے بھائی مولانا محمد اکبر شاہ صاحب رحمہ اللہ تھے جو دورانِ تعلیم، دارالعلوم دیوبند میں ۱۸ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

آپ کے اکلوتے فرزند و جانشین مولانا احمد خضر شاہ صاحب دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور چھ بیٹیاں ہیں۔ آپ مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست تھے اور تحفظ ختم نبوت کے مشن میں پوری توانائی کے ساتھ جدوجہد میں مصروف تھے۔ ہندوستان میں فتنۂ قادیانیت کی بیخ کنی اور محاسبہ و تعاقب کے لیے مجلس احرار اسلام کو منظّم کیا۔ اس باب میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ وہ گزشتہ چند ماہ سے شدید علیل تھے۔ انھوں نے ۱۹؍ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶؍ اپریل ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ ۱۱ بجے دن گنگا رام ہسپتال دہلی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی روز بعد نماز عشاء دارالعلوم میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ نے اپنے رفیق اور معتمد کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پچاس ہزار افراد جنازہ میں شریک ہوئے اور ۱۲؍ بجے شب تاریخی قبرستان دارالعلوم دیوبند میں اپنے عظیم والد ماجد علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے دائیں پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔

حق تعالیٰ آپ کے مرقد پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور حسنات قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)